مسلمانوں کے فکری

قاتل

یہود و نصاریٰ

تحریر۔ عامر خان رضوی

مسلمانوں کے فکری قاتل

تحریر ۔عامر خان رضوی

قرآن مجید کے مطالعہ سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اہل ایمان کے دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہیں۔چنانچہ ان طبقوں نے ہر وہ ہتھکنڈہ اپنایا اور عمل میں لایا جس سے مسلمانوں کو فکری طور پر قتل کر کے رکھ دیں یعنی ان کی سوچ و فکر کو اس حد تک مفلوج کر دیں اور اپنا ذہنی غلام بنا دیں کہ ان کے اندر اسلام کی قدر اس حد تک گرجائے کہ معاشی،معاشرتی اور سیاسی زندگی میں دین کو بے دخل کر دیں اور جدید یورپی تہذیب کو اپنا لیں۔

یہود ونصاریٰ کے سامنے مسلمانوں کے تین گروہ تھے جن کے لیے الگ الگ حکمت عملی اختیار کی گئی۔

1... صوفیاء کرام

2... علمائے کرام

3... عوام۔

اب بات کرتے ہیں انکے طریقہ واردات کی۔

1... صوفیاء کرام۔

یہود و نصاریٰ صوفیاء کرام کے بدترین دشمن ہیں۔ ان کو وہ انتہا پسند اور شدت پسند جیسے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔چنانچہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے عقائد و نظریات میں اسلام پر سختی سے کاربند رہتے ہیں یہ تہذیب اسلامی کے وارث ومحافظ ہیں۔ اس طبقے کو بدنام کرنے اور تہذیب اسلامی کو مٹانے کے لیے جعلی صوفیاء متعارف کروائے ہیں جو اسلام کی تعبیر و تشریح یورپ کے مطابق کرتے ہیں اور انھی کے ممالک میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ اولیائے عظام کی اصل تعلیمات سے ہٹانے کے لیے اس بات پر زور دیا جارہا ہے کہ انکی کرامات کو عوام الناس تک جتنا ہوسکے پھیلایا جائے اور اصل تعلیمات کو لوگوں کے دل و دماغ سے نکال دیا جائے۔

چنانچہ آج ہمیں صرف وصرف انکی کرامات سننے اور پڑھنے کو ملتی ہیں۔یہ ولی اللہ دین میں انتہا کو پسند کرتے تھے اور کرتے رہیں اور کفار کی ہر عادت اور زندگی کے طور طریقے سے سخت عداوت رکھنے اور دوسروں کو دلانے والے تھے۔انکی تعلیمات کا خلاصہ یہی تھا جو آج کی نسل کی نظروں سے اوجھل کردیا گیا ہے۔

2... علمائے کرام...

علمائے کرام کو یہود ونصاریٰ نے درجذیل حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

1.انتہا پسند

2.روایت پسند

3.جدت پسند

4.سیکولر۔

آئیے باری باری انکا جائزہ لیتے ہیں۔

1.انتہا پسند۔

اس طبقے میں ان علماء کرام کو شامل کیا گیا ہے

جو اسلام کو ایک مکمل ضابطہ حیات سمجھتے ہیں اور صوفیاء کرام کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔زندگی کے معاملات میں اسلامی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہیں۔معیشت،معاشرت اور سیاست میں اصل حاکم دین اسلام کو سمجھتے ہیں۔
یہ لوگ اسلام کے علاؤہ کسی اور نظام قانون وحکومت کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ان میں مخالفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور یہود ونصاریٰ اس طبقے کو خاص کر ختم کرنا چاہتے ہیں۔

2.روایت پسند۔
یہ ایسا طبقہ ہے جو روایتی انداز میں معاشرے میں کام کرتا ہے۔دوسرے لفظوں میں عوام کے خواہشات کے مطابق چلتے ہیں۔

3.جدت پسند۔
اس طبقے پر یہودی خاصا مہربان دکھائی دیتا ہے۔
یہ لوگ چلتی ہوا کے ساتھ اپنا رخ تبدیل کرتے ہیں۔

انکی عزت و عظمت دلوں میں بڑھانے کے لیے طرح طرح کے انتظامات کیے جاتے ہیں.اج کے جدید دور کا مؤثر ہتھیار میڈیا ہے.جس پر انھیں خاصی پذیرائی حاصل ہے.

یہ اسلام کی تعلیمات کو اس انداز سے مسخ کرتے ہیں گویا سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے.

4.سیکولر.

یہ وہ طبقہ ہے جس کی نظر میں گویا اسلام صرف چند رسومات کے سوا کچھ نہیں.یہ خود کو غیر سیاسی متعارف کرواتے ہیں.ان پر یہود ونصاریٰ بیت خوش ہیں اور اپنے اپنے ممالک میں انکی تبلیغ واشاعت کے خوب خوب انتظام کرتے ہیں.

اب آتا ہے تیسرا گروہ جو تعداد میں سب سے زیادہ ہے

3...عوام.

عوام خاص طور پر نوجوان نسل کسی بھی

معاشرے کا اہم ترین رکن ہوتے ہیں انکے ازہان وقلوب ایک زرخیز زمین کی مانند ہوتے ہیں.جس طرح کا بیج بویا جائے اسی طرح کی فصل کاٹی جا سکتی ہے۔

یہود و نصاریٰ نے سب سے پہلے یہ حربہ استعمال کیا کہ انھیں عیسائی بنایا جائے مگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے.یہود ونصاریٰ میں ایک بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ وہ اپنے مشن میں کافی مخلص نظر آتے ہیں.اب انھوں نے طریقہ واردات کو بدلا اور نئے ہتھیار سے مسلمان پر حملہ آور ہوئے.وہ تھا طریقہ تعلیم۔

تعلیم کسی بھی معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے.تعلیم کا مقصد تو ہوتا ہے کہ انسان کو انسان بنایا جائے اور معاشرے کو خوبصورت بنایا جائے،مگر انھوں نے اس کے برعکس کیا اور تعلیم کو ذریعہ معاش کے طور پر متعارف کروایا۔

یہود ونصاریٰ نے اپنے عزائم کو پورا کرنے کے لیے

معیشت اور وسائل پر پنجہ گاڑا اب مسلمانوں کو معاشی لحاظ سے کمزور کرنا اور گناہوں پر دلیر کرنا تھا۔اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے سودی نظام لائے۔کیونکہ مسلمان سود کو حرام سمجھتا ہے اور یہود ونصاریٰ بھی اس سے بخوبی واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سود والے کے ساتھ اعلان جنگ فرمایا ہے۔

اب مسلمان پر امتحان کی گھڑی آن پہنچی وہ اسی کشمکش میں مبتلا تھا کہ انھوں نے اپنا نصاب اور طریقہ تعلیم داخل کردیا اور عوام کی معاش کو تعلیم کے ساتھ جوڑ دیا جس کے بہت منفی اثرات مرتب ہوئے اور مسلمان آہستہ آہستہ شکار ہوتے چلے گئے۔

اب بحثیت مجموعی قوم کی یہ حالت بن چکی ہے کہ سود جیسی لعنت کو قبول کرلیا ہے ہر گناہ پر دلیر ہوتے جا رہے ہیں۔اوپر سے جو حکمران ہیں وہ یہود و نصاریٰ کے غلام ہیں۔

مسلمان جب سے فکری مقتول ہوا ہے اب اس کی قدر و قیمت ایک انسان جیسی تو دور کی بات جانور سے بھی کمتر رہ گئی ہے ان کی نظر میں وہ اب زمین پر مسلمان کا وجود دیکھنا پسند نہی کرتے انھیں بوجھ سمجھتے ہیں کہ یہ معاشی وسائل پر مثل بوجھ ہیں جن کو ختم کرنا بے حد ضروری ہے۔

دن بدن بدترین صورتحال میں گرتے جارہے ہیں۔

مسلمان خود اپنے مسلمان بھائی کی عزت آبرو اور جان کا دشمن بن چکا ہے۔

سکول،کالج اور یونی ورسٹی کی حالت کسی سے مخفی نہیں ہے مسلمان کی بیٹی کی عزت جس طرح پامال ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

اس مقام پر میں ضرور افسوس کرتا چلوں کہ آج روئے زمین پر ایک انچ بھی زمین نہیں دکھا سکتے جہاں اللہ تعالیٰ کا دین غالب ہو۔

ہمارے آج جو مذہبی سیاسی رہنما بنے ہوئے ہیں وہ

بھی یہود و نصاریٰ کے اثر سے باہر نہی نکل پائے
میرے خیال میں یہ لوگ جان بوجھ کر عوام کے
جذبات و احساسات سے کھیل رہے ہیں نعرہ اسلام
کو غالب کرنے کا لگاتے ہیں مگر جمہوریت کی گود
میں جا بیٹھتے ہیں۔

قرآن وسنت کی صریح مخالفت کر کے امید عبث لگا
بیٹھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بس اب آئی ہی
ائی۔ان جمہوریت پسند علماء سے کفار ہر گز
پریشان نہی کیونکہ وہ سمجھتے ہیں انھوں نے کیا
کرنا ہے ہمارے ہی قائم کردہ نظام حکومت کو اسلام
کا لباس پہنا کر تقویت دے رہے ہیں لگے رہیں۔

ہاں اگر وہ یا ان کے ایجنٹ مخالفت کرتے ہیں تو وہ
وقتی اور جزوی ہوتی ہے۔اس کے پیچھے گھری
سازش کار فرما ہوتی ہے اور وہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ
جو لوگ ان کا ساتھ نہیں دے پاتے ان پر ظلم و
ستم دیکھ کر انھیں حق پر سمجھتے ہوئے ان کے
ساتھ جڑ جاتے ہیں اور یہی ان کا اصل مقصد ہوتا

ہے۔

یہ سب کچھ ایک مضبوط منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے جسے یہودی سپر گورنمنٹ یا سپر سٹیٹ کا نام دیتے ہیں۔

یار تم صاف صاف کیوں نہیں بتاتے؟

عبدالرافع: بس یار! سالِ اوّل کے پرچے دیے تھے اور بائیولوجی کا پرچہ ہوا بھی اچھا تھا لیکن نتیجہ آیا تو پتا چلا کہ بائیولوجی میں صرف 35 نمبرز ہیں۔ ری چیک کرایا تو پتا چلا کہ ممتحن نے دو سوال آٹھ آٹھ نمبر کے کاٹ دیے ہیں۔

حمزہ: کیوں، کیا وجہ؟

عبدالرافع: محض تفریحِ طبع کی خاطر یا شاید چیک کرتے وقت ممتحن محوِ خواب تھا۔

حمزہ: تو تم نے بورڈ والوں سے کہا نہیں؟

عبدالرافع: کیا ہوتا ہے کہنے سے؟ کہنے لگے بس دیکھ لو نمبر صفر لگے ہیں نا۔ بس ٹھیک ہے۔

حمزہ: یہ تو صریحاً زیادتی ہے۔

عبدالرافع: یار! یہ کوئی طریقہ تو نہیں کہ ممتحن جسے چاہیں جیسے چاہیں کر دیں۔ طلبا کی محنت کو غارت کر دیا جاتا ہے اور

حمزہ: پھر کوئی ان کے خلاف قانونی کارروائی بھی نہیں کر سکتا۔

عبدالرافع: اور اساتذہ کی تقسیم میں بھی ناانصافی کی جاتی ہے۔ بڑے شہروں میں تجربہ کار اور نامور اساتذہ ہوتے ہیں جب کہ پسماندہ علاقوں میں اساتذہ کی کمی اور نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ میڈیکل کالجز اور انجینئرنگ یونی ورسٹیوں میں بڑے شہروں کے طلبا ہی داخلہ لینے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

حمزہ: چھوٹے شہروں کے تعلیمی اداروں کی ناقص عمارتیں ہوتی ہیں جب کہ گاؤں اور دیہاتوں میں تو یہ سہولتیں بھی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہیں اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسی فیصد زمینداروں کے بیٹے بھی زمیندار بنتے ہیں۔

عبدالرافع: پاکستان کو آزاد ہوئے اڑسٹھ برس گزر چکے ہیں لیکن حیف صد حیف، آج تک تعلیم جیسا بنیادی شعبہ ملک میں مفلوج ہے۔

حمزہ: یہی نہیں بلکہ جو تعلیم دی جاتی ہے وہ محض نظریاتی ہو کر رہ گئی ہے۔

عبدالرافع: وہ کیسے؟

حمزہ: دیکھو بھئی! سائنس کا شعبہ ہی لے لو طلبا تمام تر نظریات یا تھیوریز، مشاہدات، ڈی ڈکشن اور قوانین کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن انھیں عملی زندگی میں لاگو نہیں کر پاتے اور اس سے مزید ترقی کی راہیں ہموار نہیں ہوتیں۔

عبدالرافع: کیوں کہ ہمارے ہاں تعلیم کا اصل مقصد صرف نوکری کا حصول یا بڑے عہدے تک پہنچنے کی راہیں ہموار کرنا ہے اور ویسے بھی یہ کام تو سائنس دانوں کا ہے۔

حمزہ: نہیں قطعاً نہیں۔ تحقیق صرف سائنس دانوں ہی کا کام نہیں بلکہ ایک طالب علم حقیقت میں محقق ہوتا ہے، نہ کہ صرف رٹنے والا۔

عبدالرافع: اور شاید یہی اصول اسلامیات میں ہے۔ ہم نے تمام اسلامی قوانین، اسوہ حسنہ ﷺ، صداقت، شرافت کے متعلق قرآنی احکامات پڑھے ہیں۔ لیکن عملی زندگی میں اس کا نفاذ نہیں کرتے۔

حمزہ: اس کی وجہ کیا ہے۔ جانتے ہو؟

عبدالرافع: نہیں!

حمزہ: پاکستان تو آزاد ہو گیا لیکن نظامِ تعلیم آزاد نہ ہو سکا۔ نظامِ تعلیم اور امتحانی نظام آج بھی انگریزوں کے دور کا ہے، جو لارڈ میکالے لایا تھا جس نے کہا تھا۔
"مجھے ایسا نظام تخلیق کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے جس کا مقصد کلرکوں کی پیداوار ہے"۔

اور شاید اسی لیے اکبر الہٰ آبادی نے کہا:

نئی تعلیم میں بھی مذہبی تعلیم شامل ہے مگر یوں ہی کہ جیسے آبِ زم زم مے میں داخل ہے
مسجدیں سنسان ہیں اور کالجوں میں دھوم ہے مسئلہ قومی ترقی کا مجھے معلوم ہے

عبدالرافع: محکمہ تعلیم کو چاہیے کہ تعلیمی اصلاحات نافذ کرے اور امتحانات کی چیکنگ کا نظام درست کیا جائے۔ تا کہ طلبا کی حق تلفی نہ ہو سکے۔ اس طرح ملکی معیشت بھی مستحکم ہوگی اور ملک ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکے گا۔

حمزہ: (گھڑی کی طرف دیکھتے ہوئے) اچھا! بس اب چلتے ہیں دیر ہو رہی ہے۔ اللہ حافظ

عبدالرافع: اچھا! اللہ حافظ

(دونوں دوست مخالف سمت میں چل پڑتے ہیں)

7۔ دو سہیلیوں / دوستوں کے درمیان مہنگائی کے موضوع پر مکالمہ

(سرگودھا بورڈ 2012ء، بہاول پور بورڈ 12-2008، ملتان 14-2006، گوجرانوالہ 12-2007، گوجرانوالا 2015، لاہور، آزاد کشمیر، فنی بورڈ 2016)۔

(وحیدہ اور شکیلہ دونوں سہیلیاں ہیں اور ایک ہی محلّہ میں رہتی ہیں۔ وحیدہ، شکیلہ سے ملنے کے لیے اس کے گھر آتی ہے اور دونوں میں سلسلہ کلام کا آغاز ہوتا ہے)

وحیدہ: السلام علیکم! شکیلہ کیسی ہو؟

شکیلہ: وعلیکم السلام! بس ٹھیک ہوں۔

وحیدہ: خیریت ہے، بہن؟ کیوں سر پکڑے بیٹھی ہو؟

شکیلہ: یہ دیکھو آج ہی بجلی کا بل آیا ہے اور وہ بھی تین ہزار روپے۔

وحیدہ: تو آپ بجلی کا استعمال کم کیا کریں ناں۔

شکیلہ: بہن! آپ تو کمال کی باتیں کر رہی ہیں۔ میں نے کون سا گھر میں ایئر کنڈیشنڈ لگوا رکھا ہے۔ صرف دو انرجی سیور اور ایک پنکھا چلتا ہے۔

وحیدہ: دراصل آج کل بجلی کی قیمتیں بھی آسمان کو چھو رہی ہیں۔ ہر دوسرے روز فی یونٹ قیمت بڑھا کر عوام پر بجلی گرا دی جاتی ہے۔

شکیلہ: ابھی تو صرف بجلی کا بل آیا ہے اس کے بعد سوئی گیس کا بل اور پھر ٹیلی فون کا بل، بلوں کی بھرمار ہے۔ شاید اسی لیے انور مسعود نے کہا تھا:

جو چوٹ بھی لگی ہے وہ پہلی سے بڑھ کے تھی ہر ضرب کربناک پہ میں تلملا اُٹھا
پانی کا، سوئی گیس کا، بجلی کا، فون کا بل اتنے مل گئے ہیں کہ میں بلبلا اُٹھا

وحیدہ: واہ بھئی! سخن شناس ہو گئی ہو۔

شکیلہ: بہن! بے بسی، ظلم، ناانصافی انسان کو زبان دے دیتے ہیں۔ آج مہنگائی جیتے جی گلا گھونٹ رہی ہے۔

وحیدہ: مہنگائی سے صرف آپ ہی نہیں بلکہ پورا ملک ہی پریشان ہے۔

شکیلہ: میاں کے کاروبار کی یہ حالت ہے کہ روز بروز روبہ زوال ہے۔ صبح سے رات گئے تک دکان پر بندھے رہتے ہیں۔ مشکل سے پندرہ بیس ہزار ماہانہ آمدن ہے۔ صرف بجلی کا بل ہی تین ہزار روپے ہے، پھر گیس کا بل اور دیگر اخراجات

پنجاب کے تمام بورڈز اور کشمیر بورڈ کے نصاب کے عین مطابق

کیپٹن سیریز

شرح سرمایۂ اُردو

انشائیہ و معروضی



پنجاب کے تمام بورڈز کے حل شدہ امتحانی پرچہ جات

11



پروفیسر راؤ خالد محمود



ایف اے، ایف ایس سی، آئی سی ایس، آئی کام، ڈی کام، ڈی بی اے

گیارھویں جماعت کے لیے